براہوئی جدید شاعری میں جدید رجحانات

لیاقت سنی☆

Abstract:

This research article describes the modern inclination in Brahui modern poetry. Brahui poetry has verity in this consideration. This article informs that the Brahui modern poetry commenced from 1960 and every decade of modern poetry has different subjects and tendencies. The main and core objectives of article are to define the nationalism, romanticism, pragmatism and feminism their issues and solution. It further shows that Brahui poets and writers have project the social issues and harms of the society. Writers discuss the national integration while they think poetry is the effective tool to convey their massages. This article has analytical approach to determine the Brahui poetry. This article release the related subjects like classical poet Reki desired for a prosperous future. Same theory has been adopted by the modern Brahui poets. This research article give information that how to classify the several tendencies in Brahui poetry. It further proves that the society has accepted the ideas of modern poets.

جب ہم براہوئی شاعری کے دوسرے دور کی بات کرتے ہیں جسے ہم اپنے سہولت کے

*لیکچرار، شعبہ براہوئی، جامعہ بلوچستان کوئٹہ۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حوالے سے 2009-1990 کے دور میں بانٹتے ہیں تو ہمیں بعض چیزیں واضح نظر آتی ہیں چونکہ اس دور میں ہماری صحافت اتنی فروغ پزیر نہیں تھی اور نہ ہی دیگر اصناف میں اس پیمانے پر کام ہو رہا تھا جس کو پڑھ کر ہمارے قوم کی سوچ کی عکاسی ہوتی البتہ براہوئی شاعری میں کسی حد تک اس دور کے معاملات اور مسائل کی جھلک ملتی ہے یہ بات بھی اپنی جگہ درست اور سچ ہے کہ 1990 سے 2009 کے درمیان دنیا جس نشیب وفراز سے گزری اور خاص طور پر ہمارا خطہ سٹریٹجک لحاظ سے ایک اہم علاقہ ہے جن مشکلات اور مسائل سے دوچار ہوا اس کی عکاسی نہیں ملتی اور جتنے بڑے مسائل میں ہم گرے ہوئے ہیں اتنی بڑی سطح کی شاعری بھی پڑھنے اور دیکھنے کو نہیں مل سکیں جس کی بہت ساری وجوہات ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ شاعری کا یہ دور ایک طرح سے عبوری دور ہی کہا جا سکتا ہے جب پہلی مرتبہ کچھ نوجوان شعراء کی جانب سے فنی معاملات کو اٹھایا گیا۔ اور جوں ہی فنی نقطہ نگاہ سے شاعری کے محاسن پر نظر ڈالی گئی تو اسکے باعث ادبی حلقوں میں ایک بول چال کی سی صورت حال پیدا ہوگئی۔ جس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ادبی سطح پر اختلاف رائے کی کتنی گنجائش موجود تھی اور تنقید کے نہ پنپنے کے اسباب اور عوامل کیا تھے؟ بہر حال اس مرحلے میں پہلی مرتبہ کس حد تک شاعری کو باریک بینی سے پرکھنے کا آغاز ہوا اور جس کے باعث مختلف مباحث نے جنم لیا بسا اوقات ایسی مباحث میں سطحیت کا عنصر بھی رہا۔ لیکن بہر حال براہوئی ادب بالخصوص شاعری سے متعلق تنقید کا آغاز ہوا اور شعوری یا لاشعوری طور پر براہوئی شاعری میں رومانویت اور حقیقت پسندی کے مباحث نے جنم لیا۔ ابتداء میں رومانوی شاعری ہی غالب رہی لیکن جس عشرے کی ہم بات کر رہے ہیں اس عشرے میں قومی اور وطنی مسائل نے بھی شاعری کو متاثر کرنا شروع کر دیا گو کہ قومی شاعری کی بنیادیں 1930ء کی دھائی سے ملتی ہیں لیکن اسکا واضح ابھار اسی عشرے میں ہوا جسکا تذکرہ ہم کر رہے ہیں اور درمیان میں ایک مختصر سا وقت ایسا بھی آیا جب رومانوی شاعری پر شاعری کی زبان میں تنقید کا آغاز ہوا اور شاعری کو مکمل طور پر قومی اور وطنی کالب میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی اور اب بھی براہوئی شاعری میں غالب خیالات کا تعلق قومی اور وطنی جذبات سے ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

براہوئی شاعری میں نیشنلزم کے رجحانات

چونکہ براہوئی زبان بولنے والوں کا تعلق ایک ایسے سماج سے رہا ہے جو تا حال قبائلی اور نیم قبائلی دور سے گزر رہا ہے قبائلی دور کا خاصہ یہ رہا ہے کہ اس میں اولیت وفاداری اور انتقام کو حاصل رہی ہے اگر ہم دیگر قوموں کے قبائلی ادوار کا جائزہ لیں تو یہ دو خصوصیات ہمیں واضح طور پر نظر آئیگی جہاں تک بلوچ سماج کا تعلق ہے یا بلوچ ریاست کے بات کریں تو اس کا آئین یا منشور تحریری کبھی نہیں رہا اور پورا بلوچی سماج اور اس کا ضابطہ حیات اور اخلاق غیر تحریری قواعد وضوابط کے مرہون منت ہیں جسے عام طور پر رواج کا نام دیا جاتا ہے اس تعلق سے دیکھا جائے تو بلوچوں کی معلوم شدہ تاریخ میں ہمیں ایک بات بہت واضح اور صاف نظر آتی ہے کہ بلوچوں نے کبھی بھی کسی غیر قوم کی اطاعت اور غلامی کو دل سے قبول نہیں کیا اور جب بھی ان کو موقع ملا انہوں نے مزاحمت کی راہ اختیار کرنے سے گریز نہیں کی اس میں بلوچوں کے سردار اور عام بلوچ کی کوئی تخصیص نہیں کوئی بلوچ فرد اپنے وطن اور اپنی ننگ وناموس کی خاطر اٹھ کھڑا ہوسکتا ہے اور انفرادی سطح پر بھی جدوجہد کرسکتا ہے ایسے ہی افراد کو جو جو ننگ وناموس اور وطن پر مر مٹتے ہیں براہوئی شاعری میں ہمیشہ سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے اور جو افراد دشمن کا ساتھ دیتے ہیں یا پھر مزاحمت کے دوران بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کو کبھی بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ہے۔

اس حوالے سے لاٹ کی بھگی کو کھینچنے والے سرداروں سے متعلق ملا مزار بدوزئی کا نظم یا انگریزوں کے عہد میں ریکی کا یہ شعر صورت حال کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ ریکی کہتا ہے

اینو ننے دے دیگرے

پگہ نواوارس برے

ملا مزار بدوزئی نے اپنی شاعری میں ان سرداروں کو معتوب ٹھہرایا جنہوں نے لاٹ کی بھگی کھینچی جبکہ ریکی اپنی مذکورہ بالا شعر میں بلوچوں کو ڈھارس بندھاتا ہے کہ آج وقت کا جھکاؤ اپنی جانب نہیں ہے لیکن آنے والا دن، آنے والا وقت ہمارے حق میں ہوگا اس وقت تک ہمیں اپنی توانائیوں کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بچاکے رکھنا ہے۔

اس تناظر میں دیکھیے تو مزاحمتی شاعری یا نیشنلزم یا وطنی جذبہ ابتداء ہی سے براہوئی شاعری کا موضوع رہا اور مزاج رہا ہے البتہ جب ہم ادوار کی بات کرتے ہیں کہ تو 1930ء سے جب بلوچستان میں سیاسی بیداری نے سیاسی تنظیم کی شکل اختیار کرنا شروع کی تو یہ خیالات صرف سیاست تک محدود نہ رہے بلکہ غیر محسوس انداز میں شاعری کا حصہ بنتے چلے گئے خاص طور پر اس دور کے نمائندہ شاعروں کے حوالے سے بابو عبدالرحمان کرد اور نادر قمبرانی کے شاعری کے کئی نمونے پیش کئے جا سکتے ہیں۔نمونہ کیلئے نادر قمبرانی کے چند اشعار اس طرح ہیں

زندہ غا قومے غلامی خوش بفک
تینے آن بڑزا او کسے مر یپک
مردنا ٹھپے خنورے ڈوبرا
پدتفک جنگ آن بڑا اونر یپک(1)

اس کے بعد جب ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان کے ساتھ بلوچستان کا الحاق کا مسئلہ اٹھا اور اس کے بعد شہزادہ عبدالکریم کے بغاوت سے لے کر نواب نوروز خان کی مزاحمت تک براہوئی شاعری میں ہمیں ایسے سینکڑوں اشعار ملتے ہیں جو وطن کی محبت کو آشکارہ کرتے ہیں۔1970ء کی دہائی میں نیپ حکومت کی برطرفی، نیپ پر پابندی، بلوچ سیاسی قائدین کی گرفتاریاں اور بلوچستان میں فوج کشی نے براہوئی شاعری میں مزید قومی و وطنی اثرات مرتب کئے اور خاص طور سے یہ شاعری 1980ء کی مارشل لائی دہائی میں خاصی مقبول رہی اور کئی نوجوان شاعر ابھر کر سامنے آئے جن میں ایک اہم نام ڈاکٹر سلیم کرد کا بھی ہے جبکہ امیر الملک مینگل کی شاعری بھی وطنی احساسات کی غمازی کرتی نظر آتی ہے۔امیر الملک مینگل کہتے ہیں۔

تیناز گرانگا دتر تیٹی وطن
ہرڈل او بن اے نا سرخ پوش کرین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خاخرے پاہوائے یاسم تے شلیک
مرکءِ ہرڈول اٹ ہم آ خوش کرین(2)

لیکن 1990ء کی دھائی میں اس حوالے سے اہم ہے کہ براہوئی شاعری میں پہلی مرتبہ فنی لحاظ سے شاعری کی جانچ پرکھ کا آغاز ہوااوراس دور کے نوجوان شعراء جن میں حنیف مزاج اوراقبال ناظر خاص طور پر قابل ذکر ہیں نے اپنی شاعری میں نہ صرف فنی لوازمات کواہمیت دی بلکہ براہوئی شاعری کے مقبول عام رجحانات کوایک نئے پیراہن اور آہنگ کی صورت دی اور پہلی مرتبہ براہوئی شاعری کا روایتی اسلوب تبدیل ہوتا نظر آیا اس سے قبل افضل مراد اور وحید زہیر نے بھی ایسی کاوش کی تھی جبکہ مزاج اور ناظر نے نئے لہجے اور نئے موضوعات کو براہوئی شاعری کا حصہ بنانے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔مزاج کی شاعری میں نیشنلزم کا رنگ موجود ہے لیکن اس میں جذباتیت یا نعرہ بازی کی بجائے سلگتے رہنے اور دھیمی آنچ جیسی کیفیت پائی جاتی ہے اس کے حساسیت شاعری کو بھی ایک ایسے انداز میں سامنے لاتی ہے کہ وہ گراں گزرنے کے بجائے دلوں کو چھو کر گزرے یہ نہیں کہ اس کی شاعری میں بھی معنویت نہیں لیکن نیشنلزم کا رنگ رومانویت کے ساتھ گھل مل جاتا ہے۔مزاج کہتے ہیں۔

رنداٹ تینا چس اے خنتون
بیوس ہردم وس اے خنتون
داڑے ایڑے تینتون نے تون
پٹان تینا ڈس ءِ خنتون(3)

براہوئی شاعری ایک نئے آہنگ کے ساتھ ابھرتی ہوئی نظر آتی ہے اوراس عہد میں بلوچ سماج کو جن مسائل اور مشکلات کا سامنا ہے شاعر نہ صرف ان کو دیکھتا ان کو محسوس کرتا ہے بلکہ اس کرب ناک عمل سے گزرتا بھی ہے چونکہ 1990ء کی دھائی ہر لحاظ سے تبدیل ہوتی ہوئی دھائی تھی سوویت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یونین کے انہدام کے بعد کمیونزم کے خاتمے کا اعلان کیا جارہا تھا اور دنیا کو باور کرایا جارہا تھا کہ تاریخ کا خاتمہ ہو چکا ہے یعنی اب دنیا کو اور دنیا میں رہنے والے قوموں کو کسی نظریہ کے ضرورت باقی نہیں رہی سوویت یونین کے انہدام کو قومی تحریکوں کیلئے بھی نیک شگون قرار نہیں دیا جارہا تھا اور صنعتی انقلاب کا زمانہ غیر محسوس طریقے سے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے عہد میں ڈھل رہا تھا ایک ایسے سماج کا شاعر نظر آتا ہے جس کی فکر کی جڑیں قبائلی سماج میں پیوست ہے اس کا ذریعہ معاش نئے عہد کی ضرورت کا پابند ہے جبکہ اس کی سوچ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں تخیلاتی اڑانوں میں مصروف ہے۔

مسائل کا حل کیا ہے؟ زندگی کی خوبصورتی کیا ہے؟ بے بسی کیا ہے؟ انسان ذلتوں سے دوچار کیوں ہے؟ یہ سارے سوالات اس عہد کے سوالات ہیں جو ناظر کی شاعری میں ہمیں کثرت سے نظر آتے ہیں اس زمانے کے دیگر نوجوان شاعروں میں شمس ندیم، اقبال زاہد، کفایت کرار، حمید عزیز آبادی، ظاہر شمیم، عالم عجیب، صابر ندیم اور دیگر کے نام ملتے ہیں۔

1999ء میں پرویز مشرف کے مارشل لاء اور بلوچستان میں ایک بار پھر فوجی آپریشن نے براہوئی شاعری کو بہت زیادہ متاثر کیا اس دوران میں جتنی بھی شاعری سامنے آئی اس میں سے بیشتر حصہ مزاحمتی شاعری اور بلوچ ہیروز کی مداح سرائی کرتی نظر آتی ہے اس دوران میں ہونے والے مشاعروں میں صرف مزاحمتی شاعری ہی گونجی دکھائی دیتی ہے اس نئی لہر میں سبھی نوجوان شاعروں کو متاثر کیا اور ان سب کا باری باری نام لینا یا ان کی شاعری کا تذکرہ ایک نئے مضمون کی صورت میں ہی ہوسکتا ہے۔ 1970ء اور 1980ء کے دھائی میں جب گل و بلبل اور رومانوی شاعری کا دور دورہ تھا اس کے برعکس اب مزاحمتی شاعری کا شعرہ ہے

براہوئی شاعری میں ترقی پسندی کے رجحانات

براہوئی شاعری میں گو کہ ترقی پسندی کے نام پر کوئی رسمی تحریک ابھر نہیں سکی البتہ مختلف ادوار میں ادباء اور شعراء ترقی پسندی کے افکار سے متاثر نظر آتے ہیں جہاں تک ترقی پسندی کی بات ہے تو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہرایک شخص اس خوبی کا حامل ہوسکتا ہے لیکن یہاں ہماری مراد ترقی پسندی سے مارکسزم کے نظریے کے تناظر میں ہیں گوکہ ہمیں براہوئی ادب میں خالصتاً مارکسی سوچ رکھنے والے ادیب وشاعر نظر نہیں آتے لیکن اپنے اپنے ادوار میں ترقی پسند مفکرین اور شعراء سے متاثر ہونے والوں کی کمی بھی نہیں۔ خاص طور پر 1990ء کے اوائل میں دیکھا جائے تو ایسے شعراء میں ہمیں افضل مراد، وحید زہیر، شا بیگ شیدا اور ڈاکٹر سلیم کرد جیسے نام نمایاں نظر آتے ہیں گوکہ براہوئی شعراء میں موضوعات کے حوالے سے کوئی غالب چھاپ نظر نہیں آتی البتہ اس دور کے شاعروں میں ترقی پسندی سے متاثر ہونے کا عمل واضح طور پر نظر آتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہاں پر ریڈیو، ٹیلی ویژن کے قیام کے ساتھ اخبارات کے اجراء بھی تھا خاص طور پر 1980ء کے دھائی میں سعادت حسن منٹو، کرشن چندر، غلام عباس، فیض احمد فیض، حبیب جالب اور اس فکر کے دیگر مفکرین کی سوچ سے بلوچ ادیب اور شاعر بڑے متاثر نظر آتے ہیں اور اکثر ادبی مجالس میں ان ہی ادیبوں اور شاعروں کے حوالے سے اور ان سے متعلق گفتگو ہوتی تھی تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ترقی پسندی اور مارکسزم کی جگہ بلوچ وطنی شاعری نے لے لی اس دور میں طبقاتی کشمکش کے حوالے سے ہمیں کسی حد تک چرواہوں اور بزگروں سے متعلق شاعری کے نمونے ملتے ہیں تاہم اس سے کئی زیادہ اس دور کے شعراء نے قبائلی جنگوں کو اپنا موضوع بنایا جبکہ محنت کش طبقے کے حوالے سے ہمیں صرف ایک کتاب ملتی ہے جو ''حید ناز باد'' کے نام سے شا بیگ شیدا نے لکھی اور یہ 2004ء میں چھاپی گئی اس پوری کتاب میں نظم کی صورت میں محنت کشوں کے مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے اور ان کا تذکرہ کیا گیا ہے نمونہ کیلئے ایک بند اس طرح ہے۔

نازیفوہ کہ داسہ مزدورے ای جہان نا
پارہ کہ بادشاہ ئے بروکا بن زمان نا
خواری کشا تار ہبر بیرک تو خیسُن انگا
ایسر کے لٹ پل ءِ ابدی ءُ محنت آن نا
محنت کشا تا سالار ءُ نا خواری ءِ سلامے
ای ام تو پاوہ ہروار ءُ نا خواری ءِ سلامے۔(4)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

براہوئی شاعری میں نسائی رجحانات

تیسری دنیا کا ایک اہم مسئلہ صنفی امتیاز بھی ہے گوکہ آج کے زمانے میں عالمی سطح پر بنیادی انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ خواتین کے حقوق کو خاصی اہمیت دی جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عملی طور پر خواتین کی حالت زار یا بنیادی انسانی حقوق کی پامالی کا راستہ نہیں روکا جاسکتا ہے کیونکہ اس کا تعلق بنیادی طور پر نظام اور اس کے فرسودہ ڈھانچے سے ہے جو تا حال اپنی جگہ موجود ہے چونکہ براہوئی زبان بولنے والے ایک قبائلی سماج میں رہتے ہیں اور اس سماج کے اپنے کچھ اصول اور قوائد ہے اس سماج کے لوگ شہری زندگی سے نابلد ہے لہذا جس تناظر میں دیگر معاشروں میں خواتین کے مسائل کی بات کی جاتی ہے اس تناظر میں ہم اپنے سماج میں خواتین کے مسائل کو نہیں لیتے گوکہ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ بلوچ سماج میں خواتین کو وہ مقام اور حیثیت نہیں ہے جس کا وہ حقدار ہے ایسا کہنا سیاسی پروپیگنڈہ تو ہوسکتا ہے لیکن حقیقی طور پر ایسا نہیں ہوسکتا ہے بلوچ سماج میں خواتین، مردوں کی شانہ بشانہ کام کرتی ہیں بلوچ علاقوں میں خواتین کے پردے کا وہ رواج نہیں ہے جو شہروں میں فروغ پذیر ہے۔ براہوئی خلقی یا السی شاعری میں خواتین کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا کہ مردوں کا ہے چونکہ اندرونی بلوچستان لڑکیوں کے تعلیم کے ادارے اور مواقع نہ ہونے کی وجہ سے خواتین اپنی تعلیم کے میدان میں پیچھے رہ گئی ہے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں کے دوران پرائمری سکولوں میں انرولمنٹ کے حوالے سے بلوچ طلباء کے مقابلے میں بلوچ طالبات کی تعداد بہت زیادہ ہے چونکہ ہم جس سماج میں رہتے ہیں اور جس خطے کے باسی ہے وہاں عورت بھی مسائل سے دوچار ہے اس سے انکار ممکن نہیں اور نہ ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر رہنے والے خواتین کو وہ تمام حقوق میسر ہے جو انہیں ملنی چاہیئے۔

لیکن خواتین کی فکر اور سوچ کے حوالے سے براہوئی شاعری میں کمی ضرور ہیں لیکن یہ یکسر طور پر خواتین کو درپیش مسائل اور ان کے احساسات کے حوالے سے خالی نہیں ہے اس ضمن میں طاہرہ احساس جتک کو نمائندہ شاعرہ کے حوالے سے دیکھ سکتے ہیں جن کی ایک کتاب صدف کے نام سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

1995ء میں چھپی اس کتاب میں انہوں نے نہ صرف رومانوی شاعری کی بلکہ خواتین کے مسائل کے ساتھ ساتھ دیگر مسائل پر بھی گفتگو کی ہے ان کی ایک غزل کے چند اشعار اس طرح سے ہیں۔

چراغ آتے لگف پداشام مس
پدااست مونجا بے آرام مس
شغاماتے احساس دنا بنو
کنا شاعری کنکہ الزام مس(5)

براہوئی شاعری میں رومانوی رجحانات

براہوئی شاعری میں اردو شاعری کی طرح محبوب کی تعریف اس کے سراپاں کا بیان اس کی بیوفائی ایک مستقل موضوع کے طور پر رہی ہیں گو کہ زمانہ تبدیل ہو چکا ہے اقتصادی مسائل کے باعث آج شاعر کا محبوب ہمیں مختلف دفاتر، اداروں، بازار اور مختلف مقامات پر زندگی کے جتن اور روزگار کے مسائل میں الجھا نظر آتا ہے اس کے باوجود اردو شاعری کی طرح براہوئی شاعری میں اب بھی محبوب کے دیدار اس سے ملنے کے آرزو کے قصے تمام نہیں ہوئے ہیں اس رومانویت کو فروغ دینے والے شعراء میں اسحاق سوز، یاسین بسمل، پیرل نیمرغی، پیرل زیبرانی، عبدالصمد شاہین، عبدالرزاق صابر، رحیم ناز، حسن غمخوار، اسلم پروانہ، فتح شاد، رئیس نبی داد، کریم بخش سائل، ڈاکٹر اعظم بنگلزئی، جبار یار، مرزا عبدالرحمان صابر، عبدالواحد مینگل، عزیز راہی، عادل قلندرانی، عزیز مینگل کے علاوہ بہت سے نام آتے ہیں اسحاق سوز کی شاعری کا موضوع جگر مراد آبادی کی طرح محبوب اور اس کا سراپا ہے اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں,

بیرف نی تینے جوڑک حنام کرک نی
دوستی اے ننا دے خدا گیرام کرک نی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تخپیس سبک سوز پنے عشق نا اینو
ہنین تینا پنے شوق تو بدنام کرک نی (6)

رحیم ناز کی شاعری میں بھی ہمیں روایتی، رومانویت نظر آتی ہے وہ سماج کو محبت کے تناظر میں دیکھتا ہے اور جہاں وہ اخلاقی طور پر ایک مثالی معاشرے کا اظہار کرتا ہے وہاں وہ محبت کو انسانی زندگی کے لئے اہم اور احساسات اور جذبات کا مرکزی موزوع بنا کر پیش کرتا ہے ان کے ایک غزل کے منتخب چند اشعار اس طرح ہیں

کنے آ نظر مہر نا مسنے
ہمے وعدہ اینو وفا مسنے
کنے آ دا قسمت نا احسان اسے
کہ سرکاروان منزلا مسنے (7)

عزیز مینگل کی شاعری میں جہاں رومانوی رنگ ہیں وہاں انہوں نے دیگر موزوعات پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جب وہ مسائل سے دوچار ہوتے ہیں اور ان کا حل ان کو نظر نہیں آتا تو ایسے میں مایوسی کے عالم میں اپنے محبوب سے مخاطب ہوتے ہیں اور اپنے دل کو یک گونا تسلی دیتے ہیں۔

الیسہ ننے کاسہ دیرے تینا پان
نے آن بید دنیاٹی دیرے تینا چان
دنیا اے نا الینہ دا سوچ کرینن
زو فیصلہ اس کبو بریرے تنیا کان (8)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ڈاکٹرعبدالرزاق صابرکی شاعری بھی براہوئی زبان کی ابتدائی شعری روایات سے متاثرنظرآتی ہے تاہم 2005ء میں ان کا مجموعہ کلام شپول شائع ہوا جس میں انہوں نے رومانوی خیالات کے ساتھ ساتھ موجودہ عہد کے مسائل کو بھی اپنے خیالات کا اظہار کا ذریعہ بنایا اس کے ساتھ ساتھ عزیز مینگل کی طرح وہ بھی کوشش کی کہ براہوئی زبان کے متروک یا بھلائے جانے والے الفاظ کو شاعری میں سموع کر ایک نئی زندگی دی جائے ان کے اشعار سے ان کے خیالات کی عکاسی ہوتی ہے۔

وختس پھل ہم بند غے ٹھپی ءَ کیک
وختس ملاح کشتی اے چپی ءَ کیک
گرج او مجبوری عجیبو راندا سے
گنگ داماتے داٹپی ءَ کیک(9)

حسن غمخوار بھی رومانوی شاعری کے حوالے سے معروف ہیں وہ اپنی شاعری میں اپنی مایوسیوں کا اظہار رومانوی طور پر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اصل مسئلہ عشق اور محبت ہیں جب تک وفا اور بے غرضی کا چلن عام نہیں ہوتا آدمی کے مسائل کم نہیں ہوتے ان کی شاعری کی کتاب 1996ء میں طوبے ناسیخا کے نام سے شائع ہوئی اس حوالے سے اس کے چند اشعار یہ ہیں

زمانہ نارفتارے دے پہہ مریک
دراخے یا بیمار یدے پہہ مریک
ہمیشہ تینا دڑ دے تخے است ٹی
داد نیا نا بازارے دے پہہ مریک(10)

اسی عہد کے ایک اور شاعر پروفیسر عبدالواحد مینگل بھی ہے جنہوں نے ملی اور قومی اشعار کے ساتھ ساتھ حسن و عشق کے وارداتوں کا بھی بیان کیا ہے 1999ء میں ان کے چھپنے والی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کتاب ''است ناتوار'' میں بھی متعدد موضوعات پر ہمیں اشعار ملتے ہیں تاہم ان کی شاعری کا غالب حصہ حسن وعشق کی داستانوں سے مزین ہے۔

ہناوخت سنگت نمادلبری نا
نمانازنخرہ کناعاشقی نا
مہرکیس یاکپیس دانارضاا ے
گلہ اف نمادا سہ ہچ بے رخی نا(11)

1995ء میں اسلم پروانہ کی کتاب ''جذبات اسلم شائع ہوئی ان کی شاعری میں بھی براہوئی شاعری کا روایتی مزاج نظرآتا ہے ان کو زندگی کے مسائل کی ہر تہہ میں عشق اورعشق سے وابسطہ مشکلات نظرآتی ہے ان کا خیال ہے کہ انسان اگر اشرف المخلوقات ہے تو اس کا بنیادی سوب بھی عشق ہے اگر عشق نہ ہوتو ایمان بھی کمزور پڑ جاتا ہے یہ عشق ہی ہے کہ انسان کوانسان بناتا ہے۔

عشق آخرانت گڑا سے است ٹی زمبارکیک
خاخراس اولگفک یالشکراس تیارکیک
دشت ناہر پھل ہردم دوست نادیوانہ
داجہاں نازیب ودھک اوتینے سینگھارکیک(12)

2005ء میں دوخوار کے نام سے یاسین بسمل کی ایک اورکتاب شائع ہوئی یاسین بسمل کی شاعری میں جوعنصر ہمیں سب سے زیادہ نظرآتا ہے وہ دنیا کی بے ثباتی اورانسانوں میں پیدا ہونے والی خودغرضی کے ساتھ ساتھ غربت اورامارت کا تضاد ہے چونکہ انہوں نے اپنی پوری زندگی غربت اور مفلسی میں گزاری ہے ان کی شاعری دراصل ان کی اپنی زندگی اورگردش زمانہ کے اظہار کا ذریعہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے ان کی شاعری کو پڑھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس دور میں غرباء کی حالت زار کیا ہے اور عام آدمی جن مسائل سے دوچار ہے اس کے احساسات اور جذبات کی سب سے زیادہ عکاسی ہمیں بسمل کی شاعری میں ملتی ہے۔

زمانہ ناڈولاک بدل مسنو
ہناروا سہ استاک خل مسنو
ہناوخت گدریگا زیبل آ
صفا انگا استاک دوتل مسنو(13)

فتح شاد کی کتاب ''راز ناہتیس)۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی وہ زندگی کو محبوب کی وفا اور اس کے ناز و ادا کی تناظر میں دیکھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی سماج میں دولت کی غلط تقسیم سے پیدا ہونے والے مسائل پر نوحہ کناں نظر آتے ہیں ان کا خیال ہے کہ ہنر کے ذریعے یا علم کے ذریعے سماج کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

خڑینکی خن تے تو مخنگ کبین اے
کہ آڑسندہ سے ناکیدنگ کبین اے
مقابل خنتے دے دیدان تورک
چراغان پرکے ہڑسنگ کبین اے(14)

جبار یار بھی حساس شاعر تھا جنہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے اپنے آنسوؤں کو اسطرح سے بیان کیا ہے کہ سننے والے ان اشعار کو سنتے ہی قہقہے لگانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کی شاعری آنکھوں کو نمناک بھی کرتی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیر نے پائک کہ استے ریش کر
چار دے نا زندگی ٹی عیش کر
جنگ کپہ ٹرٹرس چتکو کرک
نی ہم مچے بانگو آ مبارنیش کر
(بشخندہ، جباریا)

محاصل

اس دور میں ہمارا سماج جس نشیب وفراز سے گزرا ہے اور جن بڑے المیوں کا شکار رہا ہے اگر اس حوالے سے یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ہماری انتشار زدہ سوسائٹی کو سمجھنے میں جس قدر ریف بینی کا اظہار جباریار نے کیا ہے شاید ہی کسی اور کے شاعری میں نظر آتی ہو انہوں نے عام فہم انداز میں اور مزاح کے انداز میں عمومی مسائل کو لیا ہے اور اس خوبصوتی سے ان کو بیان کیا ہے جس سے ہمیں آج کے عہد کے انسان کا کرب ابھرتا ہوا محسوس ہوتا ہے ہماری سماج میں 1990ء کی دھائی میں جن سیاسی مسائل کی بنیاد پر کرپشن کو رواج دیا گیا اخلاقی اقدار پر ضربیں لگائی گئیں سماج کو زر کا غلام بنادیا گیا،

سیاست کے نام پر نو دولتیوں کی ایک نئی کھیپ تیار کی گئی جس کے باعث جھوٹ، بددیانتی، بدعہدی، خودغرضی اور دھوکہ دہی کی جس کلچر نے جنم دیا اس نے حساس دلوں کی پریشانی میں اضافہ کردیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حوالہ جات

(1)نادر قمبرانی،شنز ہ گروک، ص، 117 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(2)امیر الملک مینگل،جورنا چھل،ص،42 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(3)حنیف مزاج،لمبہ،ص 117 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(4)شا بیگ شیدا،حید ناز باذ،ص،36 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(5)طاہرہ احساس جتک،صدف، ص30 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(6)اسحاق سوز،سونج رونج، ص،150 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(7)رحیم ناز،صحب نااستار،ص 75 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(8)عزیز مینگل، تلوسۂ ص 29 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(9)ڈاکٹر عبدالرزاق صابر،شپیو ل،ص 84 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(10)حسن غمخوار، طوبے ناسیخا،ص 78 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(11)پروفیسر عبدالواحد مینگل، است ناتوار،141 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(12)اسلم پروانہ، جذبات اسلم، ص،133 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(13)یاسین بسمل، دوخوار، 57 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ
(14)فتح شاذ، رازنا ہیتس، ص،71 ،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ ۱۹۸۷

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com